۴۔ مہر

اسلام نے عورت کے احترام اور وقار کا پورا خیال رکھا ہے۔ اسے اپنی ذات اور مال میں تصرف کا مکمل اختیار دیا گیا ہے۔ اس کی ذات کے احترام اور وقار کے تحفظ کے لیے نکاح میں مہر مقرر کیا گیا ہے۔

۴-۱۔ مہر لازم ہے

ہر نکاح کے لیے مہر لازم ہے، حتیٰ کہ اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تب بھی مہر ادا کرنا ہوگا۔ نیز، اگر اس شرط کے ساتھ نکاح کیا جائے کہ شوہر کے ذمے مہر نہیں ہوگا تو امام مالک کے نزدیک نکاح ہی صحیح نہیں ہوگا۔ مگر امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مہر کی ادائیگی کے ساتھ نکاح درست قرار پائے گا۔ بہرحال مہر کا ادا کرنا لازم ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً" (النساء ۴)

ترجمہ: اور عورتوں کے ان کے مہر بطور عطیہ بلا بدل دیدو۔

اس کے بعد یہ کہا گیا:

"وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً"

(النساء ۲۴)

ترجمہ: اور مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں کہ انہیں اپنے مال کے ذریعے (مہر ادا کرکے) حاصل کرو پاکدامنی حاصل کرنے کے لیے شہوت رانی کے لیے نہیں۔ پھر جن عورتوں سے تم متمتع ہوئے انہیں ان کے مہر بطور فریضہ کے ادا کردو۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ مہر کی ادائیگی اور اس کا تقرر ضروری ہے۔ بہرحال، یہ بات لازمی ہے کہ مہر مقرر کیا جائے۔ مقرر نہ بھی کیا جائے تو مہر دیا ضرور جائے۔ ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا۔

۲-۴۔ مہر کی مقدار

مہر کی کوئی مقدار متعین نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ مہر کتنا ہونا چاہیئے شریعت نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے۔ ہر آدمی اپنی وسعت اور مقدرت کے مطابق مہر مقرر کر سکتا ہے لیکن اتنی مقدار یقیناً نہیں ہونی چاہیئے جو آدمی کی استطاعت سے باہر ہو، کیونکہ جیسا کہ اوپر آچکا ہے، مہر ادا کرنا ضروری ہے۔ لہٰذا اتنا ہی ہونا چاہیئے جتنا کوئی ادا کر سکے سورہ نساء میں ہے:

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنطَارًا
فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا : (النساء ۲۰)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ اسے بدل کر دوسری بیوی لانا چاہو اور تم نے ان میں سے ایک عورت کو پورا سونے کا ڈھیر دیدیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

اس سے معلوم ہوا کہ زیادہ سے زیادہ کی حد کوئی متعین نہیں ہے۔ مہر میں سونے کا ایک ڈھیر بھی دیا جا سکتا ہے۔ جہاں تک کم سے کم کا تعلق ہے، قرآن کریم نے اس کی بھی تعیّن نہیں فرمائی ہے۔ قرآن کریم نے اتنا ہی بتایا ہے کہ

وَأُحِلَّ لَكُم مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُم مُّحْصِنِينَ
غَيْرَ مُسَافِحِينَ" (النساء آیت ۲۴)

ترجمہ: اور مذکورہ بالا (محرمات) کے علاوہ باقی عورتیں تمہارے لئے حلال کر دی گئی ہیں۔ اپنے مال دے کر طالب کرو، پاکدامنی حاصل کرنے کے لئے شہوت رانی کے لئے نہیں۔

لہٰذا اتنی مقدار ضروری ہونی چاہیے جسے مال کہا جا سکے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عہد میں کم سے کم دس درہم (اڑھائی تولہ چاندی) کو اس کا مصداق قرار دیا تھا۔ چنانچہ حضرت ام سلمہؓ کا مہر دس درہم تھا جبکہ حضرت خدیجہؓ کا مہر ۱۲ اوقیہ (۹۱، تولہ ۱ - ماشہ - ۶، رتی) سونا تھا۔ حضرت عائشہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت جویریہؓ میں سے ہر ایک کا مہر چار سو درہم (۲ تولہ ۱۱ ماشہ چاندی) تھا۔ حضرت فاطمہؓ کا مہر چار سو مثقال (۱۰۴ - تولہ ۲، ماشہ) چاندی تھا۔

حنفی فقہائے نے مہر کی کم از کم مقدار دس درہم قرار دی ہے اور اسے ضروری کہا ہے۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ہر وہ مقدار جو کسی چیز کی قیمت بن سکتی ہو، مہر بھی بن سکتی ہے۔